مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی ؒ

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم O اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ،وَاَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی اَفْضَلِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّیْنَ مُحَمَّدٍ الَّذِیْ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤمِنِیْنَ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُم اَئِمَّۃُ الْمُؤمِنِیْنَ وَسَادَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَلٰی ذُرِّیَّتِہٖ الطَّیِّبَۃِ اَجْمَعِیْنَ ،وَعَلٰی آلِہِ الْمُشْتَمِلِ عَلٰی کُلِّ مُؤمِنٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن ! امّا بعد!

اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی پیدائش کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائی اور انھیں تاجِ نبوت سے سرفراز فرمایا پھر حضرت حوّا علیہا السلام کو پیدا کر کے ان کی زوجہ بنایا اور ان کی نسل دنیا میں پھیلائی جو آدمی کہلائی۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ انھوں نے اپنی اولاد کو دین اسلام سکھایا۔ ایمان اور اعمال صالحہ، عبادت واطاعتِ الٰہی کی تعلیم دی۔ گناہوں سے بچنے اور مسلم یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہنے کا حکم دیا اور اس کا طریقہ سکھایا۔ اس کے ساتھ تمدّن کے بھی ضروری طریق مثلاً لباس تیار کرنے، کھانا پکانے، جانور پالنے وغیرہ کے طریق سکھائے۔

حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے تشریف نہیں لائے تھے۔ ان کے بعد ان کی اولاد کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے اور ان پر کتب نازل فرمانے کا انتظام کیا گیا۔ اس نظام ہدایت کی اطلاع حضرت آدم علیہ السلام کو بہ ذریعۂ وحی دے کر ان کی اولاد کو تنبیہ وہدایت فرمائی گئی کہ:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o وَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَکْبَرُوْا عَنْھَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْن (پ:۸۔الاعراف:۳۵،۳۶)

''اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تمہاری جنس سے رسول آئیں جو تمہیں میری بات سنائیں، تو جو شخص صلاح وتقویٰ اختیار کرے گا (یعنی ان پر ایمان لا کر ان کی پیروی کرے گا) تو ایسے لوگوں کے لیے کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) رنجیدہ ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیات (ومعجزات) کی تکذیب اور ان سے اعراض کرنے والے ہیں وہ جہنمی ہیں جو اس دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یہ ہدایت حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو حضرت آدم ہی کے زمانہ میں کی گئی تھی۔ اس وجہ سے ان کے بعد کثرت سے انبیاء آنے والے تھے، اسی لیے ''یابنی آدم'' اے اولادِ آدم کہہ کر خطاب فرمایا۔ کیونکہ اس وقت انسانوں کی اس جماعت کا کوئی خاص لقب مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سب کے سب ایک ہی دین یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کے پیرو تھے سب مسلم اور مؤمن تھے۔ کفر وشرک وغیرہ گمراہیوں کا کوئی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ اس لیے ان لوگوں کے لیے کسی ''امتیازی لقب'' کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس ہدایت اور اعلان کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کے بعد بہ کثرت انبیاء علیہم السلام آنحضرت کی

اولاد یعنی آدمیوں کے پاس ان کی ہدایت کے لیے آتے رہے۔ جنھوں نے ان کی تصدیق کی۔فلاح وسعادت پائی اور مستحق جنتِ ابدی ہوئے اور انھیں جھٹلانے والے۔ نامراد اور دائمی عذاب جہنم کے مستوجب قرار پائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''نبوت'' کا مسئلہ بہت اہم ہے۔ نبی پر ایمان لانے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں جائے گا اور انھیں جھٹلانے والا ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے بہت صاف اور طاقت ور دلائل اور نشانیاں عطاء فرمانے کے علاوہ یہ انتظام بھی فرمایا کہ ہر نبی اپنے سے پہلے آنے والے نبیوں کی سچائی اور نبوت کی تصدیق اور اپنے بعد آنے والے نبی کی آمد و بعثت کی صاف صاف پیشین گوئی کرتا رہا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (پ:۳۔آل عمران:۸۱)

''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا تھا کہ میں جو کچھ تمھیں کتاب وحکمت عطاء کروں، پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی جو تمہارے پاس پہلے سے موجود ہو تصدیق کرنے والا ہو، تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور اس کی مدد بھی کرنا۔''

سب انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نے اس عہد کو پورا کیا اور اپنے بعد آنے والے نبی کی صاف اطلاع دیتے رہے۔ یہاں یہ بات قابل تذکرہ ہے کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیش گوئی ہر نبی ورسول نے کی۔ یہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ دوسرے انبیاء کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی یعنی ہر نبی کی بعثت کی پیش گوئی اس سے پہلے آنے والے نبی نے کی، مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر ہر نبی نے دی۔ چنانچہ قرآن مجید میں بہ کثرت انبیاء علیہم السلام کی اس پیشگوئی کا مختصر بیان فرمانے کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واضح اور تفصیلی پیش گوئی اور بشارت کا تذکرہ اس طرح فرمایا گیا:

وَمُبَشِّرًام بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢم بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (پ۲۸۔الصّف:۶)

''اور میں خوش خبری سنانے والا ہوں اس رسول کی (آمد کی) جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔''

سب جانتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم گرامی ''احمد'' بھی ہے۔ پہلے یہ واقعہ یاد رکھیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی اکرم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بہ اتفاق اہل اسلام و یہود ونصاریٰ، کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔اسی لیے حضرت عیسی علیہ السلام نے ''من بعدی'' فرمایا یعنی ''میرے بعد'' اگر بیچ میں کوئی اور نبی آنے والا ہوتا تو ''میرے بعد'' کے بجائے ''اس کے بعد'' فرماتے۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن دجّالوں اور گمراہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس میں مشہور ہوئے۔ان میں سے کسی کا نام ''احمد'' نہیں تھا۔تقریباً ایک صدی گزری کہ ''قادیان'' کے ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اپنے دجل وفریب سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔مگر اس کا نام بھی ''غلام احمد'' تھا۔''احمد'' نہ تھا۔''غلام احمد'' اور ''احمد'' کا فرق ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

غلام اور آقا یکساں نہیں ہوتے اور ''احمد'' کے ''غلام'' کا نام ''احمد'' نہیں ہوسکتا۔

خاتم النبیین:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور پیش گوئی اوپر قرآن سے نقل کی جا چکی۔ آنحضرت نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و آمد کی خوش خبری دی اور پیش گوئی فرمائی۔ ''انجیل شریف'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی وہ ''تحریف'' کی وجہ سے اگرچہ اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں۔ پھر بھی اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق پیش گوئی موجود ہے جو منصف مزاج کے لیے صاف اور واضح ہے' مگر ہٹ دھرم اور ضدی کے لیے بے فائدہ۔

پیش گوئی اور تصدیق کے اس سلسلہ کو ذہن میں رکھ کر پورا قرآن مجید دیکھ جایئے۔ آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ''نبی'' کے آنے کی پیش گوئی نظر نہ آئے گی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اچھا قرآن مجید سے قطع نظر کر کے احادیث کا پورا ذخیرہ کھنگال ڈالیے' آپ کو ایک حدیث بھی نہ ملے گی۔ جس کا یہ مضمون ہو کہ: ''میرے بعد کوئی اور نبی آئے گا۔'' ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجہ ظاہر ہے ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔ اس لیے قرآن عظیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی نبی کی بعثت کی خبر نہیں دی۔ قرآن مجید میں اصول دین کے ساتھ بہت سے فروعی مسائل مثلاً خرید و فروخت، نکاح وطلاق، غسل وضو کا بیان بھی موجود ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کی طرف اشارہ تک نہیں۔

اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہوتا تو یقیناً اس کی واضح پیش گوئی قرآن مجید میں ہوتی۔ ایک کیا کئی آیات میں اسے بیان کیا جاتا۔ کیوں کہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے۔ جس کے ماننے نہ ماننے پر جنتی یا دوزخی ہونے کا دارومدار ہے۔ ایسے اہم معاملہ کا تذکرہ نہ ہونا' اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ علی ھذا حدیث شریف کا بھی اس کے تذکرہ اور پیش گوئی سے خالی ہونا اس کی دلیل مزید ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے سب شعبہ جات کے متعلق ہدایات فرمائیں اور احکامِ الٰہیہ بیان فرمائے۔ عقائد اسلامیہ کی نہایت واضح تشریح فرمائی۔ انبیاءِ سابقین کی تصدیق فرمائی۔ یہاں تک کہ بعض سابق انبیاء ومرسلین کی شکل وصورت بھی بیان فرمائی۔ اپنے بعد قیامت تک ہونے والے بکثرت واقعات وحوادث' خصوصاً علاماتِ قیامت وقربِ قیامت کی پیش گوئیاں فرمائیں مگر یہ کبھی ارشاد نہیں فرمایا کہ ''میرے بعد فلاں نبی کی بعثت ہوگی''! یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اہم مسئلہ کو نظر انداز کر دیا ہو۔ اس سے مہر نیمروز کی طرح روشن ہو جاتا ہے کہ نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ورسول ہیں اور قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب قیامت تک نازل نہیں ہوسکتی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا کسی نئی کتابِ الٰہی کے نزول کی خبر دے وہ جھوٹا اور کافر ہے اور اسے نبی یا مجدّد سمجھنے والے بھی کافر ہیں۔

ختم نبوت کا اعلان:

سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اس حقیقت کے یقین کے لیے اتنا ہی کافی

تھا کہ قرآن وحدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا کوئی تذکرہ نہیں۔مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت وکرم کا تقاضا ہوا کہ اس حقیقت کی تصریح کر کے اور اُسے مثبت انداز میں ذکر کر کے اس طرح روشن کر دیا جائے کہ کسی قسم کا شک وشبہ اس کے قریب بھی نہ آسکے۔اس لیے قرآن کریم اور حدیث شریف میں عقیدۂ ختم نبوت صاف صاف بیان فرمایا گیا ہے۔قرآن کریم کی بہ کثرت آیات اس سچے عقیدے کی تعلیم دے رہی ہیں۔اسی طرح متعدد احادیث میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ہم اس وقت بہ غرض اختصار ایک آیت اور ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ۲۲۔الاحزاب:۴۰)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔''

آیت نے بات بالکل واضح کر دی اور صاف صاف بتا دیا کہ: ہمارے نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ورسول ہیں یعنی سلسلۂ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی۔خَاتَم (تا کے زبر کے ساتھ) عربی زبان میں ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی چیز کو ختم کیا جائے۔اسی لیے'' مُہر'' کو عربی میں ''خاتم'' کہتے ہیں۔کیوں کہ وہ تحریر کے آخر میں تحریر کے ختم کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔مہر کر دینے کے معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ نہیں لکھا جائے گا۔خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں یعنی سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہوگیا۔اب کسی شخص کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت میں ایک متواتر قرأت خَاتِمُ (تا کے کسرہ یعنی زیر کے ساتھ) بھی ہے۔اُس کے معنی تو اس سے بھی زیادہ واضح ہیں۔معمولی عربی جاننے والے اردو دان بھی جانتے ہیں کہ خَاتِم کے معنی ختم کرنے والا ہیں۔اس کا ترجمہ بھی یہی ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔یعنی سلسلہ نبوت ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔آپ کے بعد کسی شخص کو نبوت کا منصب نہیں دیا گیا اور نہ قیامت تک دیا جائے گا۔

مرزائیوں سے اس آیت کا کوئی جواب نہیں بن پڑتا اور ہٹ دھرمی اُنھیں حق بات قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتی تو گھبرا کر یہ لغوبات کہنے لگتے ہیں کہ خاتم النبیین کا مطلب نبیوں کی مہر ہے اور مہر تصدیق کے لیے لگائی جاتی ہے۔مطلب یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔اُن کی اس لغوبات پر ہنسی آتی ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ ایسی رکیک اور مہمل بات کہتے ہوئے انھیں شرم کیوں نہ آئی؟ ایسی لغو اور بے جان بات کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہ تھی مگر جھوٹوں کو گھر تک پہنچانے کے لیے اس کا جواب درج ذیل ہے۔

اوّل:

اگر بہ قول مرزائی ''خاتم'' بمعنیٰ ''مُہر'' لیا جائے تو بھی تو ہمارا مدعا ثابت ہی رہتا ہے اور مرزائی مدعا مفقود؟ کیوں کہ مہر خواہ تصدیق کے لیے لگائی جائے یا توثیق کے لیے لگائی تو بہرحال آخر ہی میں جاتی ہے۔تو مطلب وہی رہتا ہے کہ انبیاء

کی فہرست ختم۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی مہر ہیں۔ اس لیے آخر میں ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔

ثانی:

اگر اس کا مطلب تصدیقِ انبیاء ہے تو اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیا ظاہر ہوئی؟ ہر نبی نے اپنے پہلے انبیاء کرام کی تصدیق کی ہے۔ البتہ آخری نبی ہونا ایک عظیم الشان خصوصیت ہے اور آیت میں یقیناً اسی کو بیان فرمایا گیا ہے۔

ثالث:

آیت میں پہلے یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اولادِ نرینہ نہیں باقی رہے گی۔ تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ آپ کی نسل میں کوئی دوسرا نبی ہوگا۔ پھر بتایا گیا کہ آپ پر سلسلۂ نبوت ورسالت ختم ہوگیا اور آپ کے بعد کسی کو نبی نہ بنایا جائے گا۔ اسی لیے آپ کی اولادِ نرینہ نہیں باقی رکھی گئی۔ اس طرح دونوں مضامین کا جوڑ اور باہمی مناسبت سمجھ میں آجاتی ہے لیکن اگر یہ معنی نہ لیے جائیں اور نبیوں کی مہر کے معنی لیے جائیں تو آیت کے دونوں مضامین میں کوئی جوڑ نہیں سمجھ میں آتا اور اس کے دونوں اجزاء کے درمیان کوئی مناسبت نہیں معلوم ہوتی اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بے جوڑ نہیں ہوسکتا؟ اس گفتگو سے دن چڑھے آفتاب سے بھی زیادہ یہ حقیقت روشن ہوگئی۔ آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کا وہی مطلب ہے جو اس سے ظاہر ہوتا ہے یعنی یہ کہ ''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں۔'' اور مرزائیوں نے اس کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بالکل غلط، لچر اور پوچ ہیں بلکہ قرآن کریم میں تحریفِ معنوی کے مرادِف اور سراپا گمراہی ہیں۔ بخاری شریف جلد اوّل ص ۴۹۱ کتاب الانبیاء بَابُ مَاذُکِرَ عَنْ بَنِی اسرائیل اور مسلم شریف ج ۲، ۱۲۶ کتاب الامارۃ میں یہ حدیث ہے:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃ (رضی اللّٰہ عنہ) یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَتْ بَنُو اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفُہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں کہ: ''بنواسرائیل کی سیاست انبیاء کے ہاتھ میں رہتی تھی جب ایک نبی کی وفات ہوجاتی تھی تو دوسرے نبی اُن کے قائم مقام ہوجاتے تھے اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عن قریب کثیر تعداد میں خلفاء ہوں گے۔''

حدیث محتاجِ تشریح نہیں۔ اب جو شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے، ایسا شخص قطعاً کافر ہے۔ اور جو شخص اُسے نبی سمجھے بلکہ جو شخص اُسے اس کے کفر کے باوجود مسلمان سمجھے وہ بھی کافر، خارج از اسلام ہے۔ اسی لیے علماء دین کا اتفاق ہے کہ مرزائی (قادیانی ہوں یا لاہوری) بالکل کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام:

ہم سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابھی تک طبعی موت نہیں آئی، نہ اُنھیں صلیب دی گئی بلکہ وہ زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور قیامت کے قریب خروج دجال کے زمانہ میں آسمان سے اتر کر دوبارہ دنیا میں تشریف

لائیں گے اور دجال کو قتل کر کے ادیانِ باطلہ کو ختم کر دیں گے۔ اس عقیدے کی وجہ سے مرزائی مبلغین مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا اعتقاد عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

مرزائیوں کے اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ کیوں کہ سلسلہ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو جانے کا مطلب ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مطلب نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ جو انبیاء گزر چکے ہیں (العیاذ باللہ) ان کی نبوت بھی چھین لی جائے یا وہ کبھی دنیا میں دوبارہ نہ آسکیں۔ ہاں کسی شخص کو نئے سرے سے نبوت نہیں دی جا سکتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے نبی ہیں اور آج بھی اللہ کے رسول اور نبی ہیں۔ اُن کے دوبارہ تشریف لانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انھیں نئے سرے سے نبی بنایا جا رہا ہے۔ کیوں کہ وہ تو پہلے ہی سے نبی ہیں۔ بلکہ اس کا حقیقی مطلب ومقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض مصالح اور حِکم کے مطابق انھیں دوبارہ دنیا میں بھیجیں گے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے آسمانِ چہارم سے اتر کر دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے کیوں کہ اُن پر موت نہیں طاری ہوئی۔ بلکہ جب یہود نے انھیں صلیب پر چڑھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ آسمان پر اٹھالیا اور اُن کے دشمن ناکام ونامراد ہوئے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے روشن ہے۔ پھر قیامت کے قریب جب دجال خروج کرے گا' اُس وقت وہ پھر دنیا میں تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ جیسا کہ بہ کثرت صحیح احادیث میں صاف صاف بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ جب آئیں گے تو شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ ہی کی پیروی کریں گے اور آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی بن جائیں گے۔ اس لیے اُن کا آنا نبوت کے خلاف نہیں۔

ایک مثال:

مزید وضاحت کے لیے اس مثال پر غور کیجیے کہ ایک شخص جو سول سروس کی اعلیٰ ڈگری رکھتا ہے کسی صوبہ کا گورنر مقرر ہوتا ہے۔ اُس کے ریٹائر ہونے کے بعد دوسرا گورنر مقرر ہو جاتا ہے۔ اب اُس کے زمانہ میں اگر اسی صوبہ میں سابق گورنر بہ حیثیت ایک عام شہری کے آتا ہے تو کیا یہ بات دوسرے گورنر کی گورنری کے خلاف ہے اور کیا اس سے اُس کے عہدہ پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ اور کیا گورنری سے ریٹائر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی ڈگری بھی سلب ہو جاتی ہے؟

بات بالکل صاف ہے کہ سابق گورنر جب بہ حیثیت ایک عام شہری کے آیا تو اُس سے موجودہ گورنر کے عہدہ پر ادنیٰ اثر بھی نہیں پڑا۔ اس کے ساتھ سابق گورنر کی سول سروس کی ڈگری بھی بدستور باقی رہی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور خاتم النبیین سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے آئیں گے اور اُن کا مرتبہ نبوت بدستور باقی رہے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔ نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے کیوں کہ نزولِ مسیح علیہ السلام سے یہ بات بالکل روشن ہو جائے گی کہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت تو کیا ہوتی؟ اگر قدیم انبیاء بھی آجائیں تو وہ بھی بحیثیت نبی کوئی کام نہ کریں گے۔ یعنی اُن کا کارِ نبوت باقی نہ رہے گا بلکہ وہ بھی امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ میں داخل ہو کر نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے ہی آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل اور اُسی کی خدمت ونصرت کریں گے۔

تنبیہِ ضروری:

عقیدۂ ختم نبوت ضروریاتِ دین میں داخل ہے اوراس کا منکر یا اس میں شک وشبہ کرنے والا کافر ہے۔جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت کا قائل ہونا اس عقیدہ کے خلاف اور کفر ہے۔اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی اور کی نبوت کا قائل ہونا بھی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف اور کفر ہے۔اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور وحی میں کسی کو شریک سمجھنا کہ آپ کے زمانہ میں یا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو بھی ہدایتِ خَلق اللہ کا براہِ راست حکم دیا تھا یا اس مقصد سے مخصوص طور پر براہِ راست مامور فرمایا تھا۔ختم نبوت کا کھلا ہوا انکار ہے جو یقیناً کفر کے حدود میں داخل ہے۔اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (رافضیوں کے خود ساختہ امام نما نبی ائمۃ اثناعشرؑ یعنی) بارہ اماموں پر کتاب نازل ہونے اور وحی آنے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے مقرر ہونے اور اس وجہ سے اُن کی اطاعت واجب ہونے کا عقیدہ بالکل باطل اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حد کفر میں داخل ہے۔واقعہ یہ ہے کہ امام، مقتدیٰ اور پیشوا کو کہتے ہیں۔جیسے نماز میں امام ہوتا ہے۔ان معنی کے لحاظ سے ہزاروں امام ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔چونکہ امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ کسی منصب کا نام نہیں۔اس لیے امامت کا عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حدِ کفر میں داخل ہے۔اسی طرح یہ بھی باطل اور غلط ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لیے غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔اس بات کی لغویت تو اسی سے ظاہر ہے کہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں اور روافض کی روایت قابل اعتماد نہیں۔علاوہ بریں حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس وقت بچے تھے، نبی علیہ السلام کے ساتھ کیا جاتے اور اگر بالفرض گئے بھی ہوں تو اُس سے کیا حاصل؟ کیوں کہ فرشتہ کو دیکھنے یا براہِ راست وحی کا ادراک وشعور کرنے کی صلاحیت ہی اُن میں نہ تھی بلکہ وہ تو اُس وقت علومِ نبوت کو کما حقہ سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔اس لیے وہاں جاتے بھی تو کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے۔نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض اوقات ایسی حالت میں وحی نازل ہوتی تھی۔جب مجمع عام میں ہوتے تھے مگر کسی کو اس وحی کی ذرہ برابر بھی اطلاع نہ ہوتی تھی۔حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل بے اصل قطعاً غلط اور منافقوں کا وضع کیا ہوا ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔کوئی بھی آپ کے ہمراہ نہ ہوتا تھا۔

مرزائیوں کو خیرخواہانہ مشورہ:

ہم (لاہوری اور قادیانی) سب مرزائیوں کو خیرخواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر خود غور کریں۔مہر نیمروز سے زیادہ روشن بات ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت ہونے والی ہوتی تو اس کی صاف صاف پیش گوئی قرآن کریم میں ضرور ہوتی یا کسی حدیث متواتر میں مذکور ہوتی۔جب دونوں باتیں مفقود ہیں تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا بالکل واضح ہے۔مرزائیوں کو چاہیے کہ مرزا قادیانی کے کاذب اور جھوٹے ہونے کا اقرار کریں اور ختم نبوت پر ایمان لا کر اسلام میں داخل ہوں۔وما علینا الا البلاغ